© rasailojaraid.com

دارالعلوم دیوبند کے اختلافات

اور

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

کی

پر درد تقریر

ماہنامہ القاسم دورِ جدید صفحہ ۲۸

دارالعلوم دیوبند ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۶ء

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے استعفیٰ کے بعد مسند شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند پر فائز ہوئے، اس دوران بعض لوگوں نے کوشش کی کہ دارالعلوم دیوبند میں اسٹرائک کرادی جائے لیکن حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کی مساعی سے وہ نہ ہوسکی۔ تو مفسدین نے یہ کوشش کی کہ طلباء پڑھنا چھوڑ دیں اور مدرسین پڑھانا ترک کردیں لیکن حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے پڑھانا ترک نہیں فرمایا۔ بلکہ دارالعلوم دیوبند کو ایسے نازک وقت میں سنبھال لیا اور اسی زمانہ میں جامع مسجد میں جمعہ کے دن حسب ذیل تقریر کی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ آج بھی دارالعلوم دیوبند نازک مرحلہ سے گذر رہا ہے۔ حضرت مدنیؒ کی آواز آج بھی سب کو نصیحت کر رہی ہے۔ چنانچہ پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے۔ (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد مولانا مدنیؒ نے آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کی تلاوت فرمائی اور بیان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ اپنے ذکر کی حفاظت خود کرے گا۔ چونکہ یہ عالم، عالمِ اسباب ہے۔ لہٰذا یہاں جو چیز بھی قدرت ظاہر کرتی ہے، اسباب کے پردہ ہی میں ظاہر کرتی ہے۔ بچہ جب تک خدا نہیں دیتا جب تک نکاح نہ ہو غلہ جب تک نہیں ملتا جب تک کھیتی میں جان نہ ماری جائے۔ علیٰ ہذا حفاظتِ قرآن کے لئے بھی اللہ نے اسباب مہیا فرمائے یعنی ہر زمانہ میں ایسے لوگ امتِ اسلامیہ میں پیدا فرمائے جنہوں نے دینِ متین کی حفاظت اور حمایت کی۔ ہندوستان میں جب قرآن کا علم ۵۷ء کے بعد اٹھنے لگا تو اللہ نے چند نفوسِ قدسیہ کے قلوب میں الہام کیا۔ انہوں نے ایک مدرسہ قائم کرنے کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشورہ کیا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اسکی بنیاد ڈالی اور سرپرستی فرمائی - اس کے بعد حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اور اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے سرپرستی کو جاری رکھا یہاں تک کہ یہ زمانہ آیا مولانا نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں رہنے کی وجہ سے دنیا کے ہر گوشہ و خطہ کے لوگوں سے ملا ہوں۔ میں نے ہر خطہ کے علماء کو جانچا ہے۔ میں اگر یہ دعویٰ کروں تو بیجا نہ ہوگا۔ کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کی نظیر نہیں مل سکتی۔ دارالعلوم دیوبند وہ بے مثال درسگاہ ہے جس کی نظیر افغانستان (یہ ۲۸-۱۹۲۷ء کی بات ہے) باوجود اسلامی سلطنت ہونے کے نہ پیش کر سکا۔ یہ ثمرہ ہے ان بزرگان کی حسن نیات کا دیوبند کے لوگ اس دارالعلوم کی قدر نہیں کرتے۔ مثل مشہور ہے، گھر کی مرغی دال برابر۔ لیکن وہ سوچیں کہ ثمر قند کاشغر کے لوگ ہزاروں میل کا سفر طے کر کے آتے ہیں اور دیوبند کے لوگ گھر بیٹھے ماں باپ، کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہوئے علم حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس نعمت پر شکر نہ کریں گے تو پھر اسکی وعید "لئن کفرتم" سے آگے مذکور ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ :-

دیوبند کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ طالبان علم دین کی خدمت کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خدمت کی وصیت فرمائی لیکن ان کی خدمت اور حمایت کے یہ معنی نہیں کہ ہر جا و بے جا حمایت کی جائے اگر وہ کوئی کام ایسا کریں جس سے دارالعلوم کو صدمہ پہنچتا ہو تو ان کو روکنا اور بچوانا چاہیئے۔ اور سمجھانے پر بھی نہ مانیں تو ان سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ طلباء نوجوان ہیں ناتجربہ کار ہیں وہ اپنے نفع نقصان کو پورے طور سے نہیں سمجھتے۔ ایک بیٹا باپ سے حلوہ مانگتا ہے۔ باپ اس کے لئے کہیں نہ کہیں سے فکر کر کے حلوہ لاتا ہے۔ لیکن اگر بیٹا مریض ہو اور حکیموں نے حلوے سے منع کیا ہو تو ایسے وقت میں حلوہ کبھی نہ دیا جائے گا۔

مولانا نے فرمایا کہ کوئی کام دنیا میں ایسا نہیں جس میں اصلاح کی ضرورت نہیں ہر کارخانہ میں ضرورت اصلاح کی ہوتی ہے اور دارالعلوم میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن اصلاح کے ذریعہ سے ذاتی عداوتیں نکالنا اصلاح نہیں اسی شخص کا فریضہ ہو سکتا ہے۔ جو کسی کی عداوت کے لئے نہ کرے دارالعلوم کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت و عزت کی جائے اور خوب ترقی دی جائے اور جو خامیاں ہوں وہ رفع کر دی جائیں۔ نہ یہ کہ اصل شے (دارالعلوم) ہی برباد کر دی جائے نہایت درد کے ساتھ فرمایا کہ جن لوگوں نے دارالعلوم (دیوبند) کو بال برابر بھی نقصان پہنچایا ہے یاد رکھیں قیامت کے روز رو سیاہ ہوں گے۔ اور فرمایا کہ دارالعلوم سے علاوہ دینی فائدہ کے دیوبند کے ہندو مسلمانوں کا یہ کس قدر بڑا دنیوی فائدہ ہے کہ ہر مہینہ دس ہزار روپے سے زیادہ خرید و فروخت مدرسہ کی وجہ سے ہوتی ہے ایسی ایسی مقدس درسگاہ کو اجاڑنا اسلام کو اجاڑنا ہے۔ خدانہ کرے اگر یہ مدرسہ تباہ کر دیا گیا تو اس کی تباہی اسلام کی تباہی کے مترادف ہوگی۔ اگر اس پر سے اعتماد اٹھا دیا گیا تو پھر کوئی مدرسہ نہیں ہے جس سے ایسی خدمات کی توقعات وابستہ ہو سکیں۔

(منقول از القاسم دیوبند ص ۲۸تا۳۰ جلد ۳ شمارہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ)

© rasailojaraid.com